142223-وقوع طلاق کی شرعی قیود

سوال

میں مسلمان ہوں میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالی کی حکمت ہے چاہے ہمیں اس حکمت کی کوئی سمجھ نہ آئے، اللہ عزوجل کو علم ہے کہ کس چیز میں ہمارا فائدہ ہے.
مجھے علم ہے کہ عقد نکاح میں جو سختی ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ خرابی اور فساد سے اجتناب اور بعد پیدا ہو، تا کہ کوئی عورت زنا کر کے یہ نہ کہے کہ میں تو شادی شدہ ہوں لیکن طلاق کے معاملہ میں اتنی آسانی کیوں.
صرف ایک کلمہ کے ساتھ ہی شادی ختم ہو جاتی ہے اور پھر بغیر گواہوں کے ہی اور لوگوں کو بتائے بغیر ہی، اور پھر طلاق تین طلاقوں میں محدود ہے، کیا خاندان کی تباہی میں یہ آسانی نہیں ہے ؟
اور اسی طرح طلاق میں گواہوں کا نہ ہونے میں بھی خرابی نہیں کہ اگر طلاق دینے والا خاوند طلاق پر گواہ نہیں بنا تا تو بیوی وراثت کا مطالبہ کر سکتی ہے، اور پھر زنا سے حاملہ ہونے کے بعد وہ طلاق دینے والے شخص کی طرف اسے منسوب بھی کر سکتی ہے ؟

پسندیدہ جواب

اسلام نے شادی اس لیے مشروع کی ہے اور شادی کرنے کا حکم اس لیے دیا ہے کہ اس میں بہت ساری مصلحتیں پائی جاتی ہیں، اور مصلحت کی بنا پر ہی طلاق میں سختی کی ہے، ایسا نہیں جیسا سائل کہہ رہا ہے : کہ طلاق میں آسانی کی گئی ہے بلکہ طلاق کے لیے کئی ایک قیود اور احکام ہیں جو طلاق میں مرد پر تنگی کرتے ہیں، اور طلاق کے وقوع میں کمی کرتے ہیں اس لیے طلاق خاوند کے ہاتھ نہیں دی گئی کہ وہ جب چاہے اسے استعمال کر لے.

اگر مسلمان ان احکام پر عمل پیرا ہوں تو طلاق کی شرح بہت ہی کم ہو جائے، اور خاوند بالفعل بغیر کسی ضرورت کے طلاق دے ہی نہ، لیکن آج کل اکثر لوگ ان احکام کی پابندی نہیں کرتے، اور انہوں نے اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے کی جرات کرنا شروع کر دی ہے، اسی بنا پر طلاق کثرت سے ہوتی ہے اور کچھ لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ اسلام نے طلاق کے معاملہ میں آسانی کر رکھی ہے.

طلاق کے وقوع میں کمی کرنے کے لیے درج ذیل احکام مشروع کیے ہیں :

1 اصل میں طلاق دینا ممنوع ہے، یا تو حرام یا پھر مکروہ.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اصلا طلاق ممنوع ہے، صرف بقدر ضرورت طلاق مباح کی گئی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ابلیس اپنا تخت پانی پر لگاتا اور اپنے لشکر کو روانہ کرتا ہے، ابلیس کے ہاں سب سے زیادہ مقام و مرتبہ والا وہ کارندہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ و خرابی کرنے والا ہو.

شیطان ابلیس کے پاس آ کر کہتا ہے میں اس شخص کے ساتھ ہی لگا رہا حتی کہ اس نے ایسے کیا، اور ایک دوسرا شیطان آ کر کہتا ہے میں اس کے ساتھ ہی لگا رہا حتی کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان علیحدگی کرا دی، تو ابلیس اس شیطان کے قریب ہو کر کہتا ہے :

"ہاں تم نے کام کیا تم نے کام کیا، اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے"

اور اللہ سبحانہ و تعالی نے جادو کی مذمت میں فرمایا ہے :

.{تو وہ ان دونوں سے وہ کچھ سیکھتے ہیں جس سے آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں}. البقرۃ (102) انتہی.

دیکھیں : مجموع الفتاوی (81/33).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے :

"اور اگر ضرورت طلاق دینے کا باعث نہ ہوتی تو دلیل طلاق حرام ہونے کی متقاضی تھی، جیسا کہ آثار اور اصول اس پر دلالت کرتے ہیں، لیکن اللہ سبحانہ و تعالی نے بندوں کی ضرورت کی بنا پر اپنے بندوں پر رحمت کرتے ہوئے بعض اوقات طلاق کو مباح کیا ہے" انتہی

دیکھیں : مجموع الفتاوی (89/32).

2 اللہ تعالی نے طلاق خاوند کے ہاتھ میں دی ہے نا کہ بیوی کے ہاتھ میں.

اگر طلاق عورت کے ہاتھ میں دی گئی ہوتی تو آپ دیکھتے کہ اس وقت جتنی طلاق کی شرح ہے اس سے بھی کہیں زیادہ طلاقیں ہوتیں؛ کیونکہ عورت بہت جلد جذبات اور غصہ میں آ جاتی ہے، اور اپنے فیصلہ میں بہت جلدی کرتی ہے.

ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ :

طلاق کی تشریع کے محاسن میں یہ بھی شامل ہے کہ طلاق مردوں کے ہاتھ میں دی گئی ہے نہ کہ عورتوں کے ہاتھ میں اس کا سبب یہ ہے کہ : مرد حضرات اپنے آپ پر زیادہ کنٹرول کرنے والے ہوتے ہیں، اور معاملات کے انجام کو مد نظر رکھتے ہیں.

دیکھیں : فتح القدیر (463/3).

3 آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے، یا پھر اس طہر میں جس میں بیوی کے ساتھ جماع کیا ہو.

اس طلاق کے واقع ہونے میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے آیا حیض یا جماع کرنے کے بعد طہر میں دی گئی طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (72417) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اس لیے جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہو اور بیوی حیض کی حالت میں ہو یا پھر اس نے اس طہر میں بیوی سے جماع کر لیا ہو تو اسے انتظار کرنا چاہیے کہ وہ حیض سے پاس ہو جائے اور پھر طہر میں جماع کرنے سے پہلے طلاق دے، بعض اوقات یہ عرصہ اور مدت ایک ماہ تک چلا جاتا ہے، اور اکثر طور پر اس عرصہ میں خاوند طلاق دینے کا ارادہ تبدیل کر لیتا ہے، اور جس سبب نے اسے طلاق پر ابھارا تھا وہ سبب بھی ختم ہو سکتا ہے.

4 طلاق کے بعد بیوی کو گھر سے نہ نکالنا، طلاق کے بعد بیوی کو گھر سے نکالنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے کہو) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو، اور عدت کا حساب رکھو، اور اللہ تعالی سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو، نہ تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، جو شخص اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائے اس نے یقینا اپنے اوپر ظلم کیا، تم نہیں جانتے کہ شائد اس کے بعد اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کردے}. الطلاق (1).

اس حکم میں حکمت یہ ہے کہ خاوند اور بیوی کو اپنی مشکل حل کرنے کے لیے مہلت اور فرصت دی جائے اور کسی تیسرے شخص کی دخل اندازی سے قبل ہی خاوند اور بیوی آپس میں رجوع کر لیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کسی اور شخص کی دخل اندازی اصلاح کے لیے نہیں بلکہ اور خرابی پیدا کرنے کے لیے ہو.

اگر صرف طلاق کی بنا پر ہی عورت اپنے گھر سے چلی جائے، تو اس کے نتیجہ میں خاوند کو اور زیادہ اختلاف ہو جائیگا جیسا کہ ہوتا ہے اور خاوند اپنی بیوی سے رجوع ہی نہیں کریگا.

اللہ سبحانہ وتعالی نے اسی آیت میں اس حکم کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

.{تم نہیں جانتے کہ شائد اس کے بعد اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کردے}. الطلاق (1).

اور یہ حالت میں تبدیلی اور خاوند کا اپنی بیوی سے رجوع کرنا ہے.

مزید آپ سوال نمبر (14299) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

5 شریعت مطہرہ نے خاوند کے لیے طلاق دینے کی تعداد کی حد تین طلاق مقرر کی ہے.

اس میں ظاہر تو یہی حکمت ہے تاکہ اگر وہ طلاق پر نادم ہو تو اسے بیوی سے رجوع کرنے کی فرصت اور موقع مل جائے اور ہوسکتا ہے دونوں میں سے جس کی غلطی تھی وہ اپنی غلطی کی تصحیح کر لے.

پھر خاوند کو ایک اور موقع دیا گیا ہے، اور اگر وہ اسے تیسری طلاق دے دے تو یہ غالبا اس پر دلالت کرتی ہے کہ ان کے معاملات درست نہیں ہوئے، اس لیے اب علیحدگی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہا.

طاہور بن عاشور رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس عظیم تشریع میں حکمت یہ ہے کہ: خاوندوں کو اپنی بیویوں کے حقوق کم سمجھنے سے روکنا، اور بیویوں کو اپنے ہاتھوں سے کھلونا بنانے سے منع کرنا ہے، اس لیے پہلی طلاق خاوند کے لیے خطرہ کی گھنٹی اور دوسری طلاق تجربہ اور تیسری طلاق کو علیحدگی اور جدائی بنایا گیا ہے.

جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسی اور خضر علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے:

"پہلی غلطی موسی علیہ السلام کی جانب سے بھول کر ہوئی تھی، اور دوسری شرط تھی اور تیسری عمدا اور جان بوجھ کر تھی"

اسی لیے خضر نے موسی علیہ السلام کو تیسری بار کہا تھا: .{یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے}. الکھف (78).

صحیح بخاری حدیث نمبر (2578) مسند احمد (56/35).

محققین حضرات نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے.

دیکھیں: التحریر والتقریر (415/2).

اور ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ تین طلاقوں کی مشروعیت میں حکمت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"کیونکہ نفس جھوٹا ہے، بعض اوقات نفس یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کی ضرورت نہیں رہی یا اسے چھوڑنے کی ضرورت پیش آگئی ہے، یا اس طرح کا خیال دل میں لائے اور جب یہ ہوجائے یعنی طلاق دے بیٹھے اور نادم ہو اور سینہ میں تنگی پیدا ہوجائے اور صبر کرنا مشکل ہو تو اللہ سبحانہ وتعالی نے تین طلاق مشروع کی ہیں تا کہ وہ پہلی بار تجربہ کرے اور تو واقعتا اس کی تصدیق ہو تو وہ طلاق میں ہی رہنے اور اس کی عدت گزر جائے.

وگرنہ اس کے لیے بیوی سے رجوع کرنا ممکن ہے، پھر اگر دوسری بار بھی نفس اسے ایسا کرنے پر ابھارتا ہے اور غالب آجائے تو وہ اسے طلاق دے بیٹھے تو وہ جو کچھ ہوا ہے اس میں غور وخوض کرے.

اس لیے وہ تین طلاق اسی وقت دیتا ہے جب وہ اپنی حالت کا تجربہ کر چکا ہے، اور پھر تین طلاق کے بعد کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا" انتہی

دیکھیں: شرح فتح القدیر (3/465–466).

6 بیوی کو وعظ و نصیحت کرنے اور بستر میں اکیلا چھوڑنے اور ہلکا پھلکا مارنے کی مشروعیت، لیکن یہ اس وقت ہے جب بیوی اپنے خاوند کی نافرمان ہو، اور اس کی بات نہ مانے اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستر پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر کوئی راہ تلاش نہ کرو، یقینا اللہ تعالی بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے }.النساء (34).

اس لیے چھوٹی سے مشکل پر ہی خاوند طلاق سے ابتدا نہ کرے، بلکہ یہ سب خاوند اور بیوی کے مابین اصلاح کی کوششیں ہیں کہ طلاق سے قبل ان میں صلح ہوجائے.

7 اگر خاوند اور بیوی آپس میں اپنے جھگڑا حل نہ کرسکنے سے عاجز ہوجائیں تو پھر ان میں کوئی تیسرا شخص فیصلہ کرے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور اگر تمہیں میاں اور بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا ڈر ہو تو ایک منصف مرد والوں کی جانب سے اور ایک عورت کے گھر والوں کی جانب سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرا دے گا، یقینا اللہ تعالی پورے علم والا پوری خبر والا ہے }.النساء (35).

اس لیے اگر جھگڑا ہوجائے اور اسے حل کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہوں تو خاوند فوری طور پر طلاق ہی نہ دے بلکہ اس جھگڑے کو حل کرنے کے لیے دو منصف افراد کے لیے ایک اور کوشش کی جائے.

اس سے واضح ہوا کہ دین اسلام نے طلاق کی مشروعیت میں آسانی نہیں برتی، بلکہ اس میں تو مرد پر سختی اور تشدید کی ہے تا کہ طلاق میں کمی واقع ہو، اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا طلاق ناپسند ہے محبوب نہیں.

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا :

اسلام نے خاوند اور بیوی کے مابین آخری حل طلاق بنایا ہے، اوراس سے قبل آپس کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے طلاق دینے کی بجائے کئی ایک حل پیش کیے ہیں، جناب والا اگر آپ ہمیں خاوند اور بیوی کے مابین جھگڑے کو حل کرنے کے لیے اسلام کی جانب سے وضع کردہ حل کے بارہ میں بتائیں تو آپ کی عین نوازش ہوگی.

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

"اللہ سبحانہ وتعالی نے خاوند اور بیوی کے مابین جھگڑا ہوجانے کی صورت میں کئی وسائل مشروع کیے ہیں جن سے ان میں اختلاف ختم ہوسکتا ہے اور وہ طلاق کی شبیح سے دور رہتے ہوئے آپس میں اکٹھے رہ سکتے ہیں، ان وسائل میں درج ذیل وسائل شامل ہیں :

وعظ و نصیحت کرنا، اور پھر اگر یہ کام نہ آئے تو اسے بستر میں علیحدہ چھوڑنا، اور اگر یہ بھی کام نہ آئے تو ہلکا پھلکا مارنا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستر پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر کوئی راہ تلاش نہ کرو، یقینا اللہ تعالی بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے }.النساء (34).

اور ان وسائل میں یہ بھی شامل ہے کہ خاوند اور بیوی کے گھرانہ سے ایک ایک منصف شخص خاوند اور بیوی کے جھگڑے کو حل کرنے کے لیے مقرر کیا جائے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے اس فرمان میں ہے :

.{اور اگر تمہیں میاں اور بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا ڈر ہو تو ایک منصف مرد والوں کی جانب سے اور ایک عورت کے گھر والوں کی جانب سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرادے گا، یقینا اللہ تعالی پورے علم والا پوری خبر والا ہے }.النساء (35).

اور اگر ان وسائل سے بھی فائدہ نہ ہو اور خاوند اور بیوی کی آپس میں صلح نہ ہو اور اختلاف باقی رہیں تو اللہ سبحانہ وتعالی نے خاوند کے لیے طلاق مشروع کی ہے کہ اگر سبب وہ ہے تو بیوی کو طلاق دے دے، اور اگر ایسا نہیں بلکہ بیوی اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہے یا پھر بیوی کی غلطی ہے تو وہ خاوند کو فدیہ دے کر اپنی جان چھڑا سکتی ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روک لینا ہے یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو اس اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں، یہ اللہ کی حدیں ہیں خبردار ان سے تجاوز مت کرنا، اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں }.البقرۃ (229).

اس لیے کہ اچھائی اور عمدگی کے ساتھ علیحدہ کر دینا اور چھوڑ دینا یہ آپس میں اختلاف سے بہتر ہے، اور پھر اس میں ان مقاصد کا حصول بھی ناممکن ہوجاتا ہے جن کی وجہ سے نکاح مشروع کیا گیا ہے.

اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور اگر خاوند اور بیوی جدا بھی ہوجائیں تو اللہ تعالی اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دیگا، اور اللہ تعالی وسعت والا حکمت والا ہے }.النساء (130).

اور پھر صحیح حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب ثابت بن قیس کی بیوی ثابت سے محبت نہ ہونے کی بنا پر اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کی استطاعت نہ رکھ سکی تو نبی کریم صلی اللہ نے عورت کی اجازت دی کہ وہ ثابت بن قیس نے اسے جو مہر میں باغ دیا تھا وہ واپس کر دے اور آپ نے ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا کہ باغ قبول کر کے اسے ایک طلاق دے دو، تو انہوں نے ایسا ہی کیا"

اسے امام بخاری نے صحیح بخاری میں روایت کیا ہے.

دیکھیں: فتاوی علماء البلد الحرام (494–495).

واللہ اعلم.